فہرست مضامین

حرف آغاز

صلاحیتوں کو پہچاننے اور ترقی دینے کی ضرورت — سید جلال الدین عمری — 5

تحقیق وتنقید

شبلی کی سیرت نگاری کا تنقیدی جائزہ — پروفیسر محمد انس حسان — ۱۳

فیوض الحرمین۔ایک مطالعہ — مولانا کلیم صفات اصلاحی — ۳۷

بحث ونظر

مسلم دورِ حکومت کے علماء وصوفیہ اور دعوتِ دین — ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی — ۴۹

توحیدِ خالص کا تصور۔صحفِ سماوی میں — جناب محمد افضل — ۶۳

ترجمہ وتلخیص

مولانا فراہیؒ کی تصنیف 'جمھرۃ البلاغۃ' — ڈاکٹر احمد مطلوب (بغداد)
مترجم: ابوسعد اعظمی — ۸۳

تعارف وتبصرہ

اوراق سیرت — پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی — ۱۰۹

دورِ جدید میں سیرت نگاری کے رجحانات — ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی — ۱۱۴

اشاریہ 'برہان' دہلی — " " — ۱۱۶

خبر نامہ ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی (۲۰) — ۱۱۹

مضامین کا انگریزی خلاصہ — ۱۲۱—۱۲۸

اس شمارے کے لکھنے والے

۱۔ پروفیسر محمد انس حسان
گورنمنٹ ڈگری کالج، جہانیاں (پاکستان)
anskashmiri@gmail.com

۲۔ مولانا کلیم صفات اصلاحی
رفیق دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

۳۔ جناب محمد افضل
لیکچرر گورنمنٹ شاہ حسین کالج، ٹاؤن شپ، لاہور (پاکستان)
ranaafzalpu@gmail.com

۴۔ ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی
سابق صدر شعبۂ دینیات، عالیہ یونی ورسٹی، ۲۱۔حاجی محمد محسن اسکوائر، کولکاتا (انڈیا)
mohdshamimakhterqasmi@yahoo.com

۵۔ ڈاکٹر احمد مطلوب
جنرل سکریٹری، المجمع العلمی العراقی، بغداد

۶۔ جناب ابوسعد اعظمی
ریسرچ اسکالر، شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ
anislahi@gmail.com

۷۔ پروفیسر ظفرالاسلام اصلاحی
سابق صدر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ
zafarul.islam@gmail.com

۸۔ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی
سکریٹری تصنیفی اکیڈمی جماعت اسلامی ہند
mrnadvi@gmail.com

۹۔ سید جلال الدین عمری
صدر ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ

صلاحیتوں کو پہچاننے اور ترقی دینے کی ضرورت

______________ سید جلال الدین عمری

جماعت اسلامی ہند کی حالیہ میقات (اپریل ۲۰۱۵ء تا مارچ ۲۰۱۹ئ) میں ایک نیا مرکزی شعبہ Department of Human Resource Development کے نام سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ہے افراد کی صلاحیتوں کو پہچاننا اور انھیں ترقی دینے کے مواقع فراہم کرنا۔ حلقوں کی سطح پر بھی یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے اور اس کے ذمے دار متعین کیے گئے ہیں۔ مؤرخہ ۱۷۔ ۱۸/ اکتوبر ۲۰۱۵ء میں حلقوں کے ذمہ دارانِ شعبہ کا ایک تربیتی کیمپ مرکز جماعت میں منعقد ہوا تھا۔ اس کے افتتاحی اجلاس میں مولانا سید جلال الدین عمری امیر جماعت اسلامی ہند نے جو تقریر کی تھی، اسے افادۂ عام کے لیے موصوف کی نظر ثانی کے بعد یہاں پیش کیا جارہا ہے۔ (رضی الاسلام)

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین۔ وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین۔ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد!

محترم ذمہ دارانِ جماعت اور عزیز رفقائے مجلس! میں آپ تمام حضرات کا مرکز جماعت اسلامی ہند میں خیر مقدم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس مقصد کے لیے ہمارا یہ کیمپ رکھا گیا ہے وہ پورا ہو۔ آمین!

عزیز دوستو! ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بہت سی صلاحیتیں رکھی ہیں، اسے غیر معمولی قابلیتوں سے نوازا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں

جن لوگوں نے بڑے بڑے کام انجام دیے ہیں، انھوں نے بھی صحیح معنوں میں اپنی تمام صلاحیتوں کا استعمال نہیں کیا۔ بعض ہی صلاحیتیں ان کی روبہ عمل آئیں، بعض صلاحتیں دب کررہ گئیں یا ان کو ابھرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو صلاحیتیں دی ہیں، اس کی ذمہ داری ہے کہ ان صلاحیتوں سے واقف ہو اور ان کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ یہ صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اس پر ہمیں اس کا شکر گزار رہونا چاہیے۔ ارشاد ہے:

وَاللّٰہُ أَخْرَجَکُم مِّن بُطُونِ أُمَّھٰتِکُمْ لاَ تَعْلَمُونَ شَیْئاً وَجَعَلَ لَکُمُ الْسَّمْعَ وَالأَبْصَارَ وَالأَفْئِدَۃَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ (النحل:۷۸)

''اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے اس طرح پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اس نے تمھیں کان دیے، آنکھیں دیں اور دل عطا کیا، تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو''۔

یہ دنیا کیا ہے؟ کس نے پیدا کی ہے؟ اس کے مسائل کیا ہیں؟ اس میں ہماری حیثیت کیا ہے؟ ہم یہاں کیا کر سکتے ہیں؟ ان تمام چیزوں سے ہم بے خبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غور وفکر کی، سوچنے سمجھنے کی جو صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، وہ اس لیے ہیں، تاکہ ہم ان کے ذریعہ اس بے خبری کو ختم کریں۔ دنیا میں بے خبر ہو کر آئے ہیں، لیکن بے خبر ہو کر نہ رہیں، اپنے مقصدِ حیات سے واقفیت حاصل کریں۔ اگر ہم ان صلاحیتوں کو صحیح طریقہ سے استعمال کریں گے تو ان میں اضافہ ہوگا اور ہم بے خبری اور جہالت کی زندگی نہیں گزاریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سے صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، لیکن تین (۳) صلاحیتوں کا تذکرہ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے: سننے کی صلاحیت، دیکھنے کی صلاحیت اور غور وفکر کرنے کی صلاحیت۔ ہم سب جانتے ہیں کہ انسان کے لیے علم کے جو ذرائع ہیں، ان کا تعلق بیش تر انھی تین چیزوں سے ہے۔ انسان بہت سی چیزوں کو دیکھ کر سمجھتا ہے، ایک بڑا حصہ وہ ہے جس کو سن کر جانتا ہے اور پھر دل و دماغ کے

ذریعے ان سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (العلق: ۳۔ ۴)

''پڑھو، تمارا رب بڑا برتر ہے، جس نے تمھیں قلم کے ذریعے علم سکھایا''

یہ گویا علم کی بنیاد ہے۔ شروع ہی میں کہہ دیا گیا کہ اللہ کے نام سے اس کا آغاز ہو۔ ایک طرف اس میں یہ بات کہی گئی کہ پڑھو اللہ کے نام سے۔ ظاہر ہے، اس کا تعلق انسان کے مطالعہ سے ہے۔ اس کے بعد دوسری بات یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قلم کی نعمت دی، یعنی قلم کے ذریعہ اسے تعلیم دی۔ قرآن مجید میں قلم کے تعلق سے بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔ یہاں جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس کو صرف پڑھنا ہی نہیں سکھایا، بلکہ قلم کی طاقت بھی دی ہے۔ جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا، اس وقت کسی درجے میں انسان قلم کے استعمال سے واقف ہو چکا تھا۔ اسلام آنے کے بعد اس میدان میں اور زیادہ ترقی ہوئی اور اسے اسلام نے بہت اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوتِ گویائی عطا کی ہے، وہ اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتا ہے، جذبات و احساسات کو بھی بڑی حد تک الفاظ کی شکل دے سکتا ہے، اصحابِ فکر اور سوچنے سمجھنے والے افراد اپنے افکار و خیالات پیش کر سکتے ہیں اور پیش کرتے رہے ہیں۔ اس پر بحث و مباحث بھی ہوتا رہا ہے، لیکن انھیں محفوظ رکھنے کا طریقہ اسے معلوم نہیں تھا کہ ان سے ان کے مخاطب بھی استفادہ کریں اور آئندہ نسلیں بھی اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔ قلم کے ذریعہ اس نے اس کا طریقہ سیکھا اور علم و فن کی تاریخ وجود میں آئی۔ یہ دنیائے علم کا بڑا انقلاب تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صرف پڑھنے کی نعمت نہیں عطا کی، بلکہ انہیں قلم کی دولت سے بھی نوازا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بڑا احسان ہے۔ زبان اور قلم فروغِ علم کے یہی دو ذرائع ہیں جنھیں اب تک انسان استعمال کرتا رہا ہے۔ اب پڑھنے لکھنے کے نئے نئے طریقے وجود میں آگئے ہیں۔ کمپیوٹر اور دوسرے جدید

آلات کے ذریعہ تعلیم اور تعلّم کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن بہر حال اصلاً یہی دو ذرائع ہیں جن سے آدمی پڑھے گا یا پڑھائے گا، یا اپنی چیزوں کو دوسروں تک منتقل کرے گا۔ اسی سے ہمیں معلوم ہوگا کہ ماضی میں کیا ہوتا رہا ہے؟ اب کیا ہو رہا ہے؟ اور آئندہ کیا ہوسکتا ہے؟

یہ ایک واقعہ ہے کہ اس دنیا میں ہر انسان کچھ مخصوص صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ذہانت وفطانت کو لیجئے۔ بچپن ہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ کون ذہنی طور پر تیز اور معاملہ فہم ہے اور کون نسبتاً کم فہم اور کند ذہن؟ کس کا حافظہ اچھا ہے اور کس کی یادداشت کم زور ہے؟ بعض لوگوں میں خدمت کا جذبہ ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے اوپر خرچ کرتے اور اپنا مال لٹاتے ہیں۔ ہر ایک کے اندر یہ حوصلہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگوں کے پاس مال بھی ہوتا ہے، وسائل بھی ہوتے ہیں، لیکن وہ دوسروں پر خرچ کریں، یہ ضروری نہیں ہے۔ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کرتے۔ اس طرح کی کم زوری ان کی فطرت ہوتی ہے۔ خوبیاں اور خامیاں فطری ہوتی ہیں اور وراثت میں ملتی ہیں۔ ان پر قادر ہونا دشوار ہوتا ہے۔

انسان کے اندر جو مخصوص صلاحیتیں پائی جاتی ہیں ان کو جاننا، پہچاننا اور صحیح رخ دینا ایک بہت بڑا کام ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

> **الناس معادن کمعادن الذهب و الفضة، خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا** (مشکوٰۃ بہ حوالہ مسلم)
>
> ''لوگوں سونے چاندی کی کانوں کے مثل ہیں۔ عہد جاہلیت میں کسی کے اندر کوئی خوبی رہی ہے تو وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی باقی رہے گی''۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے اور جن صلاحیتوں اور خوبیوں کے مالک تھے، وہ ان خوبیوں اور صلاحیتوں

کے ساتھ اسلام میں آئیں گے۔ یہاں آنے کے بعد اگر وہ دینی بصیرت بھی اپنے اندر پیدا کرلیں تو اس سے دین کو فروغ ملے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ صلاحیتیں انسان کے اندر فطری طور پر ہوتی ہیں، اسے چاہیے کہ ان کو محسوس کرے اور دین کی خدمت کے لیے انہیں استعمال کرنے کی کوشش کرے۔

اسی کے ساتھ یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ تعلیم و تربیت سے انسان کی صلاحیتوں کو موڑا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفاً فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (الروم: ۳۰)

''اپنا رخ اللہ کی طرف کرو یکسوئی کے ساتھ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے، جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ یہی دین قیم ہے۔''

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی صحیح فطرت سے ہٹ بھی جاتا ہے ، اس میں اس کے والدین کی غلط تعلیم وتربیت کا دخل ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

ما من مولودٍ الاّ يُولَد على الفطرة، فأبواه يهوّدناه أو ينصّرانه أو يمجّسانه۔ (بخاری ومسلم)

''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔''

توحید کا عقیدہ، شرک سے بیزاری، اللہ کی اطاعت کا جذبہ، یہ تمام چیزیں انسان کی فطرت میں داخل ہیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ اس کے والدین اسے فطرتِ اسلام سے ہٹادیتے ہیں اور یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ خاندان، ماحول، روایات، تعلیم وتربیت کے ذریعہ وغیرہ سے انسان کو صحیح رخ بھی ملتا ہے اور غلط رخ بھی۔ جو لوگ غلط رخ پر جارہے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے